احمد حسین مجاہد

سوال: آپ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

احمد: میں شہیدوں کی سرزمین 'بالاکوٹ' میں پیدا ہوا۔ سرکاری دستاویزات کے مطابق میری تاریخ پیدائش ۲ مارچ ۱۹۶۱ء ہے۔

سوال: کتاب سے آپ کا تعلق کتنا پرانا ہے؟

احمد: کتاب سے میرا تعلق تقریباً اتنا ہی پرانا ہے جتنی میری عمر ہے۔ اس حوالے سے ایک دل چسپ واقعہ بھی آپ کے گوش گزار کرتا چلوں۔ اس واقعے کی راوی میری والدہ محترمہ ہیں۔ اس وقت میں دو ڈھائی سال کا تھا اور میری والدہ 'بڑے شہر' یعنی مظفر آباد کے سی ایم ایچ میں زیر علاج تھیں۔ اسی دوران میں والد صاحب بھی اچانک بیمار پڑ گئے۔ والدہ بتاتی تھیں کہ ایک دن میں نے رونا شروع کر دیا۔ مریض، ڈاکٹر اور نرسیں پہلے تو اپنے کام میں جتی رہیں لیکن جب میں نے وارڈ سر پر اٹھا لیا تو سبھی مجھے چپ کرانے کے جتن کرنے لگے۔ کوئی مٹھائی دے رہا ہے تو کوئی کھلونا مگر کسی کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ پھر کسی نے میرے ہاتھ میں کتاب تھما دی۔ والدہ کہتی تھیں کہ میں نے سرہانے پر سر رکھا، اپنی ایک ٹانگ دوسری پر رکھی، کتاب الٹی پکڑی اور مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ وارڈ میں سبھی حیران تھے کہ یہ کیسا بچہ ہے جو کھلونے سے بہلتا ہے نہ مٹھائی کو ہاتھ لگاتا ہے مگر کتاب ایسے پڑھ رہا ہے جیسے کوئی بڑا عالم فاضل ہو۔

سوال: بچپن اور لڑکپن کیسے گزرا؟

احمد: میرے والد صاحب مرحوم غلام حسین خان بیکسؔ پرائمری اسکول کے استاد تھے۔ شعر کہتے تھے اور 'مقدر' کے نام سے ایک ناول بھی ان کی یادگار رہے۔ ان کا یہ شعر بہت مشہور ہوا:

ازل سے ہے یہی دستور بیکسؔ حسن والوں کا
جسے اپنا بناتے ہیں اسے برباد کرتے ہیں

گھر میں کئی کتابیں تھیں، ان میں سے جو میرے ہاتھ لگتی تھی اس سے میں نوٹ (کرنسی) بنا لیتا تھا۔ اس کے بعد مجھے 'نوٹ' بنانے کا ہنر کبھی نہ آیا۔ تیسری جماعت میں تھا جب میں نے ایک 'اخبار' نکالنا شروع کیا، اس اخبار کا صرف ایک ہی قاری تھا اس لیے یہ اسی 'تعداد' میں چھپتا تھا۔ اپنی تایازاد بہن کے ساتھ مل کر میں نے ریڈیو اسٹیشن بھی قائم کیا اور ایک مدت تک احمد رشدی بنا رہا۔ نویں جماعت میں اسکول کی والی بال ٹیم کا حصہ بن گیا اور اگلے سال ٹیم کا کیپٹن۔ بعد میں مجاہد سپورٹس کلب کی کرکٹ ٹیم کا کیپٹن بھی رہا۔

سوال: مزید تعلیم کہاں حاصل کی اور تعلیم کے بعد کون سا پیشہ اختیار کیا؟

احمد: میٹرک میں اپنے اسکول میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور زرعی یونی ورسٹی پشاور میں داخلہ لے لیا۔ وہاں سے بی ایس سی (آنرز) کرنے کے بعد میں زرعی ترقیاتی بنک سے وابستہ ہو گیا۔ اسی دوران میں ایم اے اردو کا امتحان بھی پاس کیا اور اسلام آباد کے ایک ادارے سے صحافت میں سرٹیفکیٹ بھی حاصل کیا۔

سوال: شاعری کا آغاز کب ہوا؟

احمد: شاعری کا سلسلہ تو اسکول کے زمانے ہی میں شروع ہو گیا تھا لیکن ظاہر ہے اسے شاعری تو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اَسّی کی دہائی میں کہیں جا کر میری شاعری کو کچھ اعتبار حاصل ہوا۔

سوال: ابتدا میں آپ کن شعرا سے متاثر ہوئے؟

احمد: ابتدا میں تو میں جس شاعر کو پڑھتا تھا وہی مجھے اچھا لگتا تھا لیکن مجھے کہنے دیجیے کہ اگر احمد فراز شاعر نہ ہوتے تو احمد حسین مجاہد بھی شاید شاعر نہ ہوتا۔ مجھے یہ بھی اعتراف ہے کہ مرحوم احمد ندیم قاسمی نے مجھے اندھے کنویں سے نکالا اور وہاں لا کھڑا کیا جہاں بڑی بڑی قد آور شخصیات موجود تھیں۔

سوال: آپ شاعر بھی ہیں، ادیب بھی، ناقد بھی ہیں اور محقق اور ماہرِ علمِ عروض بھی، یہ بتائیے کہ خود آپ کو اپنی کون سی جہت عزیز ہے؟

احمد: محقق اور ناقد تو خیر میں نہیں ہوں البتہ شعر کہتا ہوں، نثر میں بھی تھوڑا بہت کام کیا ہے۔ جہاں تک علمِ عروض کا تعلق ہے تو اس کا میرے پاس صرف 'ورکنگ نالج' ہے، میں کسی اعتبار سے بھی ماہرِ علمِ عروض نہیں ہوں۔ شاعری میری پہلی محبت ہے کہ اسی نے مجھ پر وہ باقی دروازے بھی کھولے جن کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے۔

سوال: لیکن آپ نے عروض پر پوری ایک کتاب لکھ رکھی ہے؟

احمد: پہلی بات تو یہ ہے کہ 'رموزِ شعر' کا صرف ایک حصہ عروض سے متعلق ہے اور دوسری بات یہ کہ میں سمجھتا ہوں کہ جو علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے اسے دوسروں تک پہنچاتے رہیں اگر آپ اسے صرف اپنی ذات تک محدود رکھتے ہیں تو یہ 'کفرانِ نعمت' ہے۔ رموزِ شعر پر کام کرتے ہوئے میرے پیشِ نظر یہی چیز تھی۔ یہ ایک طالبِ علم کا دوسرے سیکھنے والوں کے لیے چھوٹا سا تحفہ ہے۔ جب کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ اس نے میری کتاب سے تھوڑی بہت رہنمائی لی ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے کہ میرا علم کسی کے کام آیا اور یہی میرا سب سے بڑا اعزاز، سب سے بڑا ایوارڈ ہے۔

سوال: آپ کی اب تک کتنی کتابیں شائع ہو چکی ہیں؟

احمد: اب تک میری آٹھ کتب شائع ہو چکی ہیں لیکن یہ ساری کتابیں شاعری کی نہیں۔ اس کے علاوہ میں نے نیشنل بک فاؤنڈیشن کے لیے ناسخ کے کلام کا انتخاب کیا ہے، اکادمی ادبیات کے لیے ۲۰۱۱ء کی شاعری کا انتخاب ترتیب دیا ہے، 'نیرنگِ خیال' کا اردو ماہیا نمبر مرتب کیا ہے اور جائکا جاپان کے تعاون سے افراد باہم معذوری کے لیے ایک شعری انتخاب ترتیب دے چکا ہوں۔ یہ اپنی نوعیت کا ایک بڑا ہی منفرد کام تھا لیکن ہمارے عمومی مزاج سے لگا نہیں کھاتا تھا اس لیے 'صرفِ نظر' کا شکار ہو گیا۔

سوال: سنا ہے آپ افراد باہم معذوری کے لیے عملی طور پر بھی بہت کچھ کر رہے ہیں؟

احمد: آپ نے ٹھیک سنا ہے، بہت کچھ نہ سہی کچھ نہ کچھ تو ہو ہی رہا ہے۔ ایبٹ آباد میں افرادِ باہم معذوری کے لیے ایک ادارہ ہے جس کا میں بھی 'ٹرسٹی' ہوں۔ آئر لینڈ کے لوگوں کی مدد سے قائم ہونے والا یہ ادارہ اب تک ڈیڑھ لاکھ سے زائد افراد باہم معذوری کو مختلف قسم کی سہولیات بہم پہنچا چکا ہے۔ معروف ماہرِ تعلیم اور شاعر جناب واحد سراج اس ادارے کے سربراہ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کینسر کے

مریضوں کی دیکھ بھال اور علاج میں سہولت کے لیے ایک 'ویلفئیر سوسائٹی' بھی موجود ہے جس کے صدر ہمارے دوست اور معروف شاعر جناب امان اللہ خان امان ہیں۔ میں بھی ان دوستوں کے ساتھ مل کر کام کرتا رہتا ہوں، میرا شعر ہے:

میں ان کا سہارہ ہوں جنھیں دشتِ بلا میں
سوکھے ہوئے اک پیڑ کا سایہ بھی بہت ہے

میں وہی سوکھا ہوا پیڑ ہوں جس کے سائے میں کبھی کبھی ہی سہی، کوئی تھکا ہارا، بے بس، بے کس آ بیٹھتا ہے۔

سوال: اس وقت آپ کس 'پروجیکٹ' پر کام کر رہے ہیں؟

احمد: کوئی چار پانچ سال پہلے ایک ناول لکھنا شروع کیا تھا جس کا ایک باب 'اکادمی ادبیات' کے ادبی مجلّے 'ادبیات' میں شائع بھی ہوا ہے لیکن دوست احباب مجھے یہ ناول مکمل نہیں کرنے دیتے۔ جی تو چاہتا ہے کہ میں اپنا ناول مکمل کروں مگر اس کے لیے جس یکسوئی کی ضرورت ہے وہ مجھے میسر نہیں۔ دیباچے، فلیپ، مضامین اور اسی نوع کے دیگر معاملات کی وجہ سے میرا ناول مکمل نہیں ہو پا رہا مگر کیا کروں کہ دوست تقاضا کرتے ہیں اور میں انکار نہیں کر سکتا۔

سوال: نئے شعرا کو پڑھتے ہیں؟ پڑھتے ہیں تو یہ بتایئے کہ آپ ان سے کس حد تک مطمئن ہیں؟

احمد: جی ہاں، بہت شوق کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ میں نئے پرانے کی تخصیص میں نہیں پڑتا، سبھی کو پڑھتا ہوں، سبھی سے سیکھتا ہوں۔ نئے شعرا کے یہاں خیالات کی تازگی بھی ہے اور اظہار کا قرینہ بھی مگر ایک خدشہ سا رہتا ہے کہ کہیں ان کی تازگی 'مشاعرہ بازی' کی نذر نہ ہو جائے۔ مشاعرے نے کئی بہت اچھے شعرا کو کھا لیا ہے، سوشل میڈیا کی 'واہ وا' بھی اب باقاعدہ 'بلا' بن چکی ہے۔ بے وزن شعروں پر بھی ہزاروں تحسینی 'کمنٹس' آ جاتے ہیں۔ مشاعرے کی 'نعرہ بازی' اور کچھ شاعروں کے 'کرتب' نئے لکھنے والوں کو بے طرح اپنی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود کچھ آوازیں بہت توانا، بہت نمایاں ہیں۔

سوال: کالم نگاری بھی تو آپ کا ایک حوالہ ہے؟

احمد: جی ہاں اور آپ اس سفر میں میرے رفیق ہیں۔ اصل میں میں اپنے ملک، اپنے لوگوں کے لیے بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں مگر میرے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں۔ اس لیے جب کڑھتا ہوں تو پھر شعر کہتا ہوں یا کالم لکھتا ہوں۔